ہدیہ بارگاہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

باسمہ تعالیٰ

ختمِ نبوت

مؤلفہ

امام المتکلمین و محقق المحققین علامہ حافظ محمد ایوب صاحب دہلوی قدس اللہ سرہ

ناشر

مکتبہ رازی ۵ الیہ بیسمنٹ محمد بن قاسم روڈ

کراچی ۱

ہدیۂ بارگاہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

ختم نبوّت

امام المتکلّمین و محققین علامہ حافظ محمّد ایوب صاحب دہلوی

قدس اللہ سرّہٗ

کے

بصیرت افروز، روح پرور مقالات

مکتبہ رازی

۱۵ شہاب مینشن محمد بن قاسم روڈ کراچی ۱

گذارش

زیرِ نظر کتاب کی افادیت کا اندازہ ناظرین کو ہو جائے گا۔ حضرت علامہ رحمۃ اللہ علیہ کے بیش بہا مضامین کا ایک بڑا ذخیرہ ٹیپ ریکارڈ کی شکل میں بحمداللہ محفوظ ہے۔ اس ذخیرے میں متعدد عنوانات پر بحث کی گئی ہے اور بڑے نادر مضامین آگئے ہیں۔ یہ ذخیرہ حاجی محمد صدیق صاحب طیبی سینٹر شاہراہِ لیاقت کراچی کے پاس محفوظ ہے۔ اور اس کی مجموعی تعداد ۳۰۰ ٹیپوں پر مشتمل ہے۔ اہلِ خیر اور اہلِ نظر حضرات جن کو دینی علوم کی اشاعت کا ذوق ہو، درخواست کی جاتی ہے کہ وہ ان بیش بہا مضامین کی اشاعت کا انتظام اپنے ذمے لیں اور ثوابِ دارین حاصل کریں۔ قوم کی بڑی بدقسمتی ہوگی اگر ایسے فاضل علامہ کے افکار و خیالات عوام الناس تک نہ پہنچ سکیں اور یہ ذخیرہ تلف ہو جائے۔ مولانا موصوف کی حیثیت مسلمانانِ عالم کے لئے فردِ واحد کی تھی جو اب ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئی۔ امید کی جاتی ہے کہ صاحبِ ذوق حضرات متوجہ ہوں گے اور اس عظیم اور بیش بہا علم کی قدر کریں گے۔

(ادارہ)

ہمارا مقصد

خالص علمی سطح پر دلائل و براہین کے ساتھ مخالفین اسلام کے پھیلائے ہوئے مغالطوں کا جواب دینا اور اسلامی عقائد و تعلیمات کی روح سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا۔

پیش لفظ

ختمِ نبوت کا عقیدہ اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ ظہورِ اسلام سے لے کر اس وقت تک جمہور اہلِ اسلام کے دینی تصورات کی اساس یہی تصور ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا اور آپ کا لایا ہوا پیغام خدا کا آخری پیغام اور آپ کی تلقین و ہدایت سب سے آخری تلقین و ہدایت ہے۔ قرآن اور آپ کی ہدایتوں کا مجموعہ قیامت تک نسلِ انسانی کی نجات و ہدایت کے لئے کافی ہے لیکن بدقسمتی سے انہی دو ستونوں کو زمیں بوس کرنے کے لئے دو خطرناک فتنے کھڑے کر دیئے گئے۔ ایک فتنہ انکارِ ختمِ نبوت دوسرا انکارِ حدیث۔ علماء کرام نے ان دونوں کا مقابلہ کیا۔ اور ان دونوں کی رد میں کتابیں تصنیف کیں۔ عام مسلمانوں نے ان سے بہت فائدہ اٹھایا اور وقت پر ان فتنوں کی خطرناکیوں سے آگاہ بھی ہو گئے مگر ضرورت تھی کہ اہلِ علم اور اہلِ فکر حضرات کی ایسے نکات کی طرف رہبری کر دی جائے کہ عقلی نقطہ نظر سے بھی یہ فتنے کبھی سر نہ اٹھانے پائیں اور کوئی رخنہ ایسا نہ رہ جائے جہاں سے یہ شیطانی ریشہ دوانیاں راہ پا سکیں۔ خدا کا شکر ہے کہ حضرت علامہ حافظ محمد ایوب صاحب دہلوی نے جنہیں حق تعالےٰ نے اعلیٰ دینی بصیرت کے ساتھ عقلی علوم میں وہ مقام عطا فرمایا ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے اس ضرورت کی تکمیل فرما دی۔ پہلے "فتنہ انکارِ حدیث" کے نام سے ایک ایسی نادر کتاب تصنیف

فرمائی جو تقریباً پاکستان اور بیرون پاکستان میں برابر تقسیم ہو رہی ہے اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے، جس کو پڑھکر روح وجد کرنے لگتی ہے۔

آپ نے اپنی اس تصنیف میں ایسی ایسی دلیلوں سے اس فتنہ کے تار و پود بکھیرے ہیں، جن کا کوئی جواب نہیں ہو سکتا۔ فضلاء عصر نے اس کو بہت پسند فرمایا۔ مختلف علمی رسائل نے اس کو شائع کیا اور کئی مشہور علماء و فضلاء نے اس سلسلہ میں تعریفی خطوط لکھے۔ دوسرا فتنہ ختم نبوت کے انکار کا فتنہ ہے۔ جب حضرتِ والا کی توجہ اس طرف منعطف کرائی گئی تو آپ نے عقلی و نقلی دلیلوں پر مشتمل قلم برداشتہ یہ رسالہ مرتب فرمادیا جو آپ کے سامنے ہے، جس کی شان خَیْرُ الْکَلَامِ مَا قَلَّ وَ دَلَّ کی ہے، یعنی کم سے کم لفظ اور زیادہ سے زیادہ معانی یہی شان آپ کی علمی تقریروں کی بھی ہے۔ مشکل سے مشکل مسائل جن کے لئے بڑے بڑے ارباب فکر و نظر کو حیرانی پیش آئی حضرت والا نے باتوں باتوں میں حل فرمادیئے۔ پیش نظر رسالہ کی نسبت صرف یہ کہنا ہے کہ ذرا غور و فکر کے ساتھ شروع سے آخر تک پڑھ جایئے تو آپ کو عجیب سرور و طمانیت کی کیفیت حاصل ہوگی اور آپ اپنے یقین میں اضافہ محسوس فرمائیں گے۔

(مولانا) سید عبدالجبار (صاحب) غفرلہٗ

حضرت علامہ حافظ محمد ایوب صاحب دہلوی اس دارِ فانی سے رحلت پاچکے ہیں، امید کی جاتی ہے کہ اگر آپ کو مطالعے کے بعد استفادہ حاصل ہوا ہو تو حضرت کے لئے دعائے خیر اور ایصال ثواب فرمائیں، عنایت ہوگی۔

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

سوال : غلام احمد قادیانی نبی ہے یا نہیں ؟

جواب : غلام احمد قادیانی نبی نہیں ہے۔

ثبوت : غلام احمد قادیانی صاحبِ معجزہ نہیں ہے۔ اور ہر نبی صاحبِ معجزہ ہے۔

نتیجہ

غلام احمد قادیانی نبی نہیں ہے۔ اور تمہارا جی چاہے تو اس طرح کہہ سکتے ہو کہ غلام احمد صاحبِ معجزہ نہیں ہے اور ہر وہ شخص جو صاحبِ معجزہ نہیں ہے نبی نہیں ہے۔ لہذا غلام احمد قادیانی نبی نہیں ہے۔

یہ اتنی واضح اور روشن دلیل ہے کہ سارا عالَم مل کر بھی ایک حرف اس کے خلاف نہیں کہہ سکتا۔ اس دلیل کی تفصیل یہ ہے، پہلے نبوۃ کے معنی سمجھ لینے چاہئیں۔ نبوۃ کے معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی بشر اور کسی انسان سے کلام کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کا کلام یا تو صرف معانی ہوتے ہیں جو وہ بشر کے دل پر نازل کر دیتا ہے اور بشر اُن معانی کو اپنے الفاظ میں لوگوں سے بیان کرتا ہے، اس کلام کو وحی عام طور پر کہا جاتا ہے۔

دوسری قسم اللہ تعالیٰ کے کلام کرنے کی یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آواز اور اللہ تعالیٰ کے الفاظ بشر سنتا ہے اور اللہ تعالیٰ بشر کو دکھائی نہیں دیتا۔ بشر یہ کلام سُن کر لوگوں تک پہنچا دیتا ہے اس کلام کو وحی "مِن وَّرَاءِ حِجَاب" کہا جاتا ہے جس طرح حضرت موسیٰ علیٰ نبیّنا وعلیہ السلام طُور پر سُنا کرتے تھے۔

تیسری قسم اللہ تعالیٰ کے کلام کرنے کی یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو بھیجتا ہے اور وہ فرشتہ باذنِ الٰہی اللہ تعالیٰ کی مشیّت کے مطابق اُس بشر کے دل میں اللہ تعالیٰ کے کلام کو ڈال دیتا ہے اور نازل کر دیتا ہے۔ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ (الیہ یرد- سورۃ شوریٰ) بس یہی تین طریقے اللہ تعالیٰ کے کلام کرنے کے ہیں۔ خواہ بیداری میں کلام کرے، خواہ سوتے میں کلام کرے۔ ہر صورت میں یہ اللہ کا کلام ہوتا ہے اور اسی کلام کو مطلق وحی کہتے ہیں اور اسی وحی کو نبوۃ کہا جاتا ہے۔ یعنی نبی اور غیر نبی کا فرق صرف وحی ہے جیسا کہ فرمایا قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰۤى اِلَيَّ (پارہ ۱۶ سُوْرَۃ کہف) کہہ دے میں تمہارے ہی جیسا آدمی ہوں، فرق صرف یہ ہے کہ اللہ

تعالیٰ کی طرف سے میری طرف وحی کی جاتی ہے۔

اس بیان سے صاف ظاہر ہو گیا کہ نبی صرف وہ شخص ہے اور نبی صرف وہ انسان ہے جس سے اللہ تعالیٰ کلام کرے۔ اب یہاں دو باتیں ہونی چاہئیں، ایک یہ کہ جس انسان سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا ہے وہ انسان یہ یقین کرلے کہ اللہ تعالیٰ ہی نے مجھ سے کلام کیا ہے کسی اور نے کلام نہیں کیا۔ یعنی اس بشر کو یہ علم ہونا لازمی ہے کہ جس نے اس بشر سے کلام کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس کے بعد جب وہ بشر مطمئن ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ ہی نے اس سے کلام کیا ہے، پھر وہ کلام لوگوں کو سنائے تو لوگوں کو مطمئن کر دے کہ یہ کلام اللہ تعالیٰ ہی نے مجھ سے کیا ہے۔ اور اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ جو حاکم کسی سے کلام کرتا ہے اور کلام سننے والا حاکم کا کلام سُن کر اس محکمہ سے باہر آکر باہر والوں کو وہ کلام سناتا ہے تو باہر والے اس سے کہتے ہیں کہ تجھ سے حاکم نے یہ کلام کس کے سامنے کیا ہے؟ اس کو شہادت کے لئے لا، یا حاکم سے کہہ دے کہ وہ اپنے عملہ میں سے کسی کے ہاتھ ہمیں کہلوا دے کہ ہاں میں نے اس شخص سے کلام کیا ہے بس اسی شہادت کا نام معجزہ ہے، آیت ہے، نشانی ہے، یعنی وہ عملہ اللہ تعالیٰ کی کائنات ہے۔ کائنات میں سے کوئی کائن ایسا فعل کرتا ہے یا ایسا فعل اس کائن سے سرزد ہوتا ہے جو زبانِ حال سے یہ شہادت دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بشر سے کلام کیا ہے۔ یہ فعل کائنات کا کائنات کی عادت کے خلاف ہوتا ہے مثلاً لکڑی کا اژدہا بن جانا، اور مُردہ کا زندہ ہو جانا۔ مُردہ کا زندہ کرنا بشر کی عادت کے خلاف ہے اور مُردہ کا زندہ ہونا مُردہ کی عادت کے خلاف ہے۔ پس مُردہ کے زندہ ہونے نے یہ شہادت دی کہ یہ فعل مِن جانب اللہ ہے اور مدعیٔ نبوت سچا ہے اور اللہ کی طرف سے ہے۔ حاصل یہ ہے کہ خرقِ عادت یا معجزہ اسی کی طرف سے ظہور پذیر ہو سکتا ہے جس نے عادت مقرر کی ہے۔ لہٰذا وہی عادت

کے خلاف کرسکتا ہے۔ اور عادت کا مقرر کرنا من جانب اللہ ہے لہذا خرق عادت اور معجزہ بھی من جانب اللہ ہے۔ اس لئے نبوت وحی اور اللہ تعالیٰ کا کلام کرنا ثابت ہی نہیں ہوسکتا جب تک کہ نبوت کا مدعی صاحب معجزہ نہ ہو۔

اس بیان سے واضح ہوگیا کہ ہر نبی صاحب معجزہ ہے اور چوں کہ معمولی عجیب سی بات کا ظہور بھی موجب شہرت ہوتا ہے تو معجزہ کا ظہور بدرجہ اولیٰ باعثِ شہرت ہے یعنی جہاں معجزہ ہوگا وہاں اور چاروں طرف اس کی شہرت ہوجائے گی، کیونکہ معجزہ ایسے خرقِ عادت کو کہتے ہیں جس سے انسانوں کی حسی، عقلی اور روحانی تینوں قوتیں عاجز ہوجائیں۔ اگر غلام احمد قادیانی سے کوئی معجزہ صادر ہوتا تو اطرافِ عالم میں اس کا چرچا ہوجاتا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اس لئے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس سے کوئی معجزہ صادر نہیں ہوا۔ اب دلیل کے دونوں مقدمے واضح طور پر ثابت ہوگئے یعنی غلام احمد قادیانی صاحبِ معجزہ نہیں ہے اور ہر نبی صاحبِ معجزہ ہے لہذا غلام احمد قادیانی نبی نہیں ہے۔

حاصل یہ ہے کہ نبوت اور وحی اور اللہ سے کلام کرنے کی نشانی معجزہ ہے۔ اور معجزہ وہ شے ہے کہ جس کے کرنے سے سارا عالم انسانی عاجز ہوجائے بلکہ جنّ و انس اور فرشتے بھی عاجز رہ جائیں اور عادی قوتیں تمام انسانوں میں مشترک ہیں۔ حس و عقل اور روحانیت یہ تینوں عادی خاصتے ہیں۔ نبی کی قوت ان تینوں سے بالاتر ہے اور اس مسئلہ کو ہم علم کلام کی تقریروں میں مبسوط طریقے سے بیان کرچکے ہیں۔ معجزہ نہ کرامت ہے نہ استدراج ہے، نہ سحر ہے نہ کوئی اور عجوبہ عادی چیز، بلکہ خدا کا خاص

فعل ہے جو عام افعال سے ممتاز ہے، مثلاً بھاری چیز اگر پانی میں ڈالی جائے تو وہ غرق ہو جاتی ہے۔ آگ کا فعل گرم کرنا اور جلانا ہے۔ یہ عام فعل ہیں، یہ عادی فعل ہیں لیکن اگر آگ ٹھنڈک پیدا کر دے تو یہ خاص فعل ہے اور خرق عادت ہے۔ اس خرق عادت کا جواب اور معارضہ اور مقابلہ نہ ہو سکے تو اس وقت اس کا نام معجزہ ہے۔ یہ ہے نبوت کی نشانی۔ مطلب یہ ہے کہ انسان مختار ہے یعنی انسان صدق و کذب دونوں پر قادر ہے۔ نبوت کا دعویٰ کرنے والے کی تصدیق صرف اسی شاہد سے ہو سکتی ہے جس میں کذب کا احتمال ہی نہ ہو اور وہ صرف اضطراری قوتیں ہیں، ان میں کذب کا احتمال ہی نہیں ہے، لہذا جب اضطراری قوتیں اپنی عادت اور طبیعت و خصلت کے خلاف فعل کرنے لگیں، مثلاً مُردہ جانور، درخت اور پتھر کلام کرنے کی قدرت ہی نہیں رکھتے۔ اگر وہ بھی کلام کرنے لگیں تو وہ صدق ہی صدق ہوگا، کیوں کہ کذب تو اختیار کی فرع ہے۔ اور یہ کلام کرنا خرق عادت ہوگا اور یہی معجزہ کہلائے گا اور مدعی نبوت کی اس کے دعوے کے مطابق تصدیق کر دے گا اور اگر دعوے کے مطابق تصدیق نہ کرے بلکہ تکذیب کر دے تو یہ خرق عادت تو ضرور ہے مگر معجزہ نہیں ہے۔ مثلاً پتھر نے یہ کلام کیا کہ یہ شخص جو مدعی نبوت ہے جھوٹا ہے، تو خرقِ عادت تو ہو گیا مگر معجزہ نہ رہا۔ اس لئے کہ معجزہ کی تعریف میں دعوے کی مطابقت شرط ہے۔

اس بیان سے ظاہر ہو گیا کہ نبی بے معجزہ کے نہیں ہو سکتا اور غلام احمد قادیانی کا کوئی معجزہ نہیں ہے لہذا وہ نبی نہیں ہے، اور جس پر وحی نہ ہو اور وہ وحی کا دعویٰ کرے اس سے بڑا ظالم کوئی نہیں ہے۔

سوال :- کیا غیر نبی پر الہام ہو سکتا ہے؟

جواب :- ہوسکتا ہے بلکہ ہوتا ہے فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ہر نفس کو گناہ اور تقویٰ کا الہام اللہ تعالیٰ نے کر دیا ہے، اور الہام ظنی چیز ہے ، اس لئے ہوسکتا ہے تقویٰ کا الہام ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ فسق و فجور کا الہام ہو، اس لئے یہ حجت نہیں ہے۔

سوال :- کیوں کر معلوم ہو کہ یہ الہام تقویٰ کا ہے یا فسق وگناہ کا؟

جواب :- اگر الہام وحی الہٰی کے مطابق ہے تو صحیح ہے ورنہ غلط ہے اگر الہام تقویٰ کا ہوا اور وہ وحی کے مطابق ہے تو وہ تقوے ہی کا الہام ہے اور اگر وحی نے الہام کی تائید نہ کی بلکہ وحی کے خلاف ہے تو وہ قطعاً فسق وفجور اور گناہ کا الہام ہے لہٰذا اعتقادیات میں الہام غیر معتبر ہے۔

سوال :- وحی ختم ہو چکی ہے یا باقی ہے۔؟

جواب :- وحی ختم ہو چکی، یعنی وحی کا کسی بشر پر آنا بند ہو گیا۔

ثبوت :- وحی رحمت ہے اور ہر ہر عالم رحمت سے پُر ہو چکا۔ اب وحی کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (پارہ ۱۷ سورۂ انبیاء) ہم نے آپ کو تمام عالموں کے لئے رحمت کر کے بھیجا ہے۔ اب کسی عالم کو رحمت کی مزید ضرورت باقی نہیں رہی ، لہٰذا اب نبی کا آنا اور اس پر وحی کا ہونا محال ہے۔

جاننا چاہیئے کہ نبوت کا مدعی یا قدیم شریعت کی تبلیغ کرتا ہے یا جدید شریعت کی جو وہ خود لایا ہے۔ سو جدید شریعت کی اب ضرورت نہیں ہے اور قدیم شریعت یعنی قرآن و حدیث کی تبلیغ خلفاء اور علماء برابر کرتے چلے آرہے ہیں۔ اس لئے مزید نبی کی ضرورت نہیں ہے۔ تبلیغ کا کام علماء و صلحاء نے سنبھال لیا۔ جس طرح انبیاء بنی اسرائیل قدیم انبیاء کی شریعت کی تبلیغ کرتے تھے

اسی طرح اس امت کے علماء، قرآن وحدیث کی قیامت تک تبلیغ کرتے رہیں گے اور شریعت کے مبلغ ہر زمانہ میں ہوتے رہیں گے۔ لہذا اس بیان سے واضح ہوگیا کہ تمام عالموں کے لئے رحمت آچکی۔ مزید رحمت کی اب بالکل ضرورت نہیں رہی۔ اس لئے وحی کا دروازہ بند ہوگیا۔ اب وحی کسی بشر پر نہیں آسکتی۔

سوال :۔ ختم نبوت کے دور میں نبوت کا امکان ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ نہیں ہے۔ ختم نبوت اور عدم ختم نبوت میں اجتماع النقیضین ہے۔ جس طرح جسم کے متحرک ہونے کے وقت جسم کا ساکن ہونا محال ہے۔ بالکل اسی طرح ختم نبوت کے وقت امکان نبوت محال ہے۔ نیز اگر ختم کے اوقات میں امکان عدم ختم یعنی امکان نبوت ہوگا اور ہر ممکن کے واقع ہونے کا فرض جائز اور صحیح ہے تو اس ممکن کے واقع ہونے کو فرض کیا جائے گا تو ختم ختم نہیں رہے گا اور ختم کا ختم نہ ہونا قطعاً محال ہے۔ لہذا اس وقوع کا فرض کرنا محال ہے اور دوران ختم نبوت میں نبوت محال ہے۔ میں کہتا ہوں قدرت باری تعالیٰ کا تقاضا فی نفسہٖ امکان کا ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ کروڑوں سورج بنانے پر قدرت رکھتا ہے لیکن واقع ایک ہی ہے اور وحدت کے وقوع میں کثرت کا وقوع محال ہے۔ لہذا خاتم کے وقوع میں لاخاتم محال ہے۔ جس طرح حرکت کے وقوع میں سکون محال اور ناممکن ہے۔ ہاں بے شک جن اوقات میں حرکت واقع ہے اور حرکت ہو رہی ہے اُن اوقات میں اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ حرکت واقع نہ کرے بلکہ سکون واقع کر دے۔ یہ اور بات ہے۔ اور یہ اور بات ہے کہ قدرت سے حرکت پیدا کر دے اور پھر اس حرکت میں قدرت سے سکون پیدا کر دے۔ یہ محال ہے اس لئے کہ حرکت کے ساتھ قدرت متعلق ہو چکی لہذا حرکت کو تو ہونا ہی ہے۔ اب اگر سکون کے ساتھ قدرت متعلق ہوگی تو اس کے یہ معنیٰ ہوں گے کہ حرکت کے ساتھ قدرت متعلق نہیں ہوئی۔

گویا قدرت کا متعلق ہونا قدرت کا نہ متعلق ہونا ہوگیا اور عین تخلیط اور مغالطہ ہے لہذا حرکت میں سکون محال ہے، بس اسی طرح ختم نبوت میں لاختم نبوت یعنی نبوت محال ہے یعنی امکان ہے ہی نہیں بلکہ محال ہے۔ میں کہتا ہوں کہ بھید اس میں یہ ہے کہ طرفین کا فی نفسہ امکان نسبت کے امکان کو نہیں چاہتا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ دودھ فی نفسہ ممکن ہے اور سیاہی فی نفسہ ممکن ہے لیکن دودھ کا سیاہ ہونا اور سفید شدہ ہونا ناممکن اور محال ہے باوجودیکہ اللہ تعالےٰ دونوں ممکنوں پر قدرت رکھتا ہے یعنی اللہ تعالےٰ نے دودھ کی سفیدی کا اعلان کر دیا اور قدرت دودھ کی سفیدی کے ساتھ متعلق ہو چکی، یعنی یہ قدرت کا دودھ کی سفیدی میں مشغول ہونا ہے، دودھ میں سیاہی پیدا کرنے سے عاجز ہونا نہیں ہے۔ (سفیدی میں قدرت کا مشغول ہونا سیاہی میں نہ مشغول ہونے کے نہ منافی ہے نہ عجز ہے) بالکل اسی طرح جب اللہ تعالےٰ نے ختم نبوت کا اعلان کر دیا تو بلاشبہ ختم متحقق ہوگیا۔ اب ختم میں عدم ختم محال ہے غور کرو۔ لہذا جس نے وقوع کے وقت لاوقوع کے امکان کا دعویٰ کیا اس نے غلطی کی اور جس نے لاوقوع کے ثابت و متحقق ہونے کا دعویٰ کیا اس نے کفر کے ساتھ جنون کو بھی جمع کر لیا۔

سوال:۔ خَاتَمَ النَّبِيِّنَ کے معنیٰ صرف ختم نبوت کے ہیں یا کچھ اور بھی؟

جواب:۔ صرف ختم نبوت کے ہیں۔ یہ آیت یہ بتا رہی ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے نبوت ختم کر دی اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ یعنی کوئی سچا مدعی نبوت پیدا ہی نہیں ہوگا۔

ثبوت:۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ میرے بعد کوئی

نبی نہیں ہو گا۔ یا یہ نہیں فرمایا؟ اگر یہ کہتے ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا اور یہی فرمایا اور یہی حق ہے تو مدعیٰ ثابت ہو گیا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔ اور اگر تم یہ کہتے ہو کہ حضورؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔ تو بتاؤ تمام مسلمانوں نے تیرہ سو برس سے اس عقیدہ کیوں اپنایا؟ اور بلا اختلاف اپنایا یعنی آگے کو نبی ہو سکتا تھا تو پھر تمام مسلمانوں نے بلا اختلاف اس غلط عقیدہ کو کیوں اپنایا؟ جس وقت یہ عقیدہ پیدا ہوا تھا اسی وقت اس سے اختلاف کیوں نہیں کیا گیا۔ حالاں کہ کوئی معمولی سی بھی نئی بات پیدا ہوتی ہے تو اختلاف ہوتا ہے۔ اور گذشتہ دوروں میں ہوتا رہا ہے جیسا کہ اس وقت اختلاف ہوا۔ اسی طرح جب بھی یہ مسئلہ قوم کے سامنے آتا تو اختلاف ہوتا۔ یعنی حضورؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ میرے بعد نبی نہیں ہو گا تو پھر قوم نے یہ کیوں کہا کہ آپ کے بعد نبی نہیں ہو گا۔ اور جس وقت یہ آواز اٹھی تھی اس وقت اختلاف کیوں نہیں ہوا؟ ساری قوم نے اس بات پر اتفاق کر لیا کہ حضورؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔

حاصل یہ ہے کہ اگر حضورؐ کا یہ فرمان نہیں ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا تو پھر متفقہ طور پر اس غلط عقیدہ کو قوم نے کیوں اپنایا اور کیوں قبول کیا اور کیوں ایک غلط عقیدہ پر سب متفق ہو گئے تو اس وقت وہ سب کے سب شرِّ امت ہو گئے خیرِ اُمت نہیں رہے، اور جب کہ سب کے سب کاذب، غلط بیان ہو گئے، تو ان کی نقل کی ہوئی کوئی بات بھی معتبر نہیں رہی اور قرآن انہی نے نقل کیا ہے تو نتیجہ یہ نکلا کہ قرآن کذابین غلط عقیدہ والوں کی نقل پر موقوف ہو کر غیر معتبر ہو گیا۔ اور سارا مذہب ہی ختم ہو گیا اور اصلی نبی بھی ختم ہو گیا ظلی نبی کس گنتی میں رہا۔ حاصل بیان کا یہ ہے کہ اگر غلام احمد قادیانی سچا ہے تو تیرہ سو سالہ مسلمان قوم پوری کی پوری جھوٹی ہو گئی۔ اور جب پوری قوم جھوٹی ہو گئی یعنی پوری قوم اس بات پر متفق ہو گئی کہ آگے کوئی نبی نہیں ہو گا تو پھر مذہبِ اسلام پورا کا پورا ختم ہو گیا۔ کیوں کہ پوری قوم جب

کذب اور جھوٹ پر متفق ہو جائے تو پھر اس قوم کی شہادت غیر معتبر ہے بلکہ جھوٹی ہے اور پوری قوم نے اس قرآن کی شہادت دی ہے، لہٰذا یہ قرآن متفقہ طور پر کذابین کی نقل ٹھہرا۔ پھر نہ قرآن رہا نہ نبی رہا نہ اسلام رہا نہ اصلی نبی رہا۔ فرعی اور ظلی نبی کی ضرورت ہی کیا باقی رہ گئی۔ اور اگر ساری قوم صادق ہے اور سچی ہے اور یہی بات سچی اور حق ہے کہ ساری قوم متفقہ طور پر ختم نبوت کی قائل ہے تو پھر منکر ختم نبوت اور قادیانی جھوٹا ہے اور یہ بیان قادیانیت کو جڑ سے کاٹ کر پھینک دیتا ہے۔

خلاصہ پھر سمجھئے۔ اگر قادیانی سچا ہے تو پھر ساری کی ساری چودہ سو سالہ قوم جھوٹی ہے۔ اور جب ساری قوم جھوٹی ہو گئی تو مذہبِ اسلام اور نبیؐ اور معجزات سب جھوٹے ہو گئے اور اس صورت میں کسی ظلی اور فرعی نبوت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اور اگر ساری قوم سچی ہے تو قادیانی جھوٹا ہے ——— اور یہ بیان نہایت واضح ہے۔ پھر میں کہتا ہوں کہ خاتَم بفتح التاء کے معنی اور خاتَم بفتح التاء سے مراد وہی ہوگی جو ان لوگوں نے لی ہے، جنہوں نے خاتَم بفتح التاء ہم تک پہنچایا ہے جن لوگوں پر اعتماد کر کے لفظ خاتم ہم نے تسلیم کیا ہے انہی پر اعتماد کر کے خاتم کے معنی اور خاتم سے مراد تسلیم کی جائے گی ـــ اگر خاتم النبیین کے لفظ کے نقل کرنے والے جھوٹے ہوں گے تو ان کی نقل سے کیوں کر خاتم النبیین کا لفظ قبول کیا جائے گا؟ تو جس اعتماد پر خاتم بفتح التاء کا لفظ قبول کیا گیا ہے اُسی اعتماد پر خاتم النبیین کے معنیٰ اور مراد بھی تسلیم کی جائے گی۔ اور اگر بے اعتمادی کی بنا پر مراد اور معنیٰ نہیں تسلیم کئے جائیں گے تو اُسی بے اعتمادی کی بنا پر لفظ خاتم النبیین بھی تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ اور اُس وقت قرآن مجروح ہو جائے گا۔

حاصل یہ ہے کہ تم کو کس نے خاتم النبیین کا لفظ بتایا اور کس کے کہنے سے لفظ خاتم النبیین تم نے تسلیم کیا۔ بس اسی کے کہنے سے خاتم النبیین کے معنیٰ بھی یعنی خاتِم بکسر التاء تسلیم کئے جائیں گے، اگر معنی کے بیان کرنے والے جھوٹے ہیں تو لفظ کے بیان کرنے والے

بدرجہ اولیٰ جھوٹے ہیں کیوں کہ وہ الگ الگ نہیں ہیں۔ اور یہ بیان قادیانیت کو جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دیتا ہے۔

سوال :۔ اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ (پارہ ۱۷ سورۃ الحج) اللہ فرشتوں میں سے اور آدمیوں میں سے رسول چُنتا ہے یا چُنتا رہے گا یا چُنے گا۔ یہاں مضارع کا صیغہ ہے جو حال استقبال دونوں کے لئے آتا ہے۔ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبوت کا انتخاب حال اور مستقبل میں ہوتا رہے گا۔

جواب :۔ یہ یَصْطَفِیْ کا صیغہ مضارع ہی کا ہے مگر اِصْطَفٰی کے معنیٰ میں ہے جس طرح قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ (پارہ ۷۔ سورۃ المائدہ) اور جب اللہ تعالیٰ کہے گا اے عیسیٰ کیا تو نے کہا تھا۔ یہاں قَالَ کا صیغہ ماضی کا ہے مگر مستقبل کے معنیٰ میں ہے۔ اسی طرح مستقبل کا صیغہ حال اور ماضی میں مستعمل ہوتا ہے۔

سوال :۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حیات ہیں یا نہیں؟

جواب :۔ حیات ہیں۔

ثبوت :۔ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ (پارہ ۶ سورۃ النساء) عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے قبل تمام اہل کتاب ایمان لے آئیں گے۔

یہ آیت اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد کوئی اہل کتاب یہودی وغیرہ باقی نہیں رہے گا۔ اس آیت سے استدلال کی تقریر یہ ہے کہ اہل کتاب اور یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد باقی نہیں رہیں گے لیکن اس وقت یہودی باقی ہیں۔ نتیجہ صاف ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ابھی نہیں ہوئی۔ اگر وفات ہو چکی ہوتی تو یہودی ایمان لا چکتے اور یہ نہایت بین اور واضح استدلال ہے۔

سوال :۔ کیا دلیل ہے کہ قَبْلَ مَوْتِهٖ کی ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پھرے

یہ کیوں نہیں جائز ہے کہ قَبْلَ مَوْتِہٖ کی ضمیر اہلِ کتاب کی طرف پھرے اور آیت کے یہ معنیٰ ہوں کہ ہر اہلِ کتاب اپنی موت سے قبل عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے گا۔

جواب:۔ ضمیر اہلِ کتاب کی طرف نہیں پھرے گی اور نہیں پھر سکتی کیونکہ اکثر اہلِ کتاب اپنی موت سے قبل عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہیں لائے جیسا کہ ظاہر ہے اور اگر موت سے قبل کے معنیٰ حالتِ نزع کے لئے جائیں تو اس وقت حاصل یہ ہوگا کہ ہر اہلِ کتاب بحالتِ نزع جب کہ عالمِ برزخ اس کو نظر آجائے اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے گا۔ تو یہ معنیٰ اہل کتاب کے لئے مخصوص نہیں ہیں۔ اس عالم سے جدا ہوکر ہر کافر ہر مشرک جن اشیاء کا انکار کرتا تھا ان سب پر ایمان لے آئے گا، برزخ ہو یا بعث ہو۔ ہر مشرک و کافر علاوہ اہلِ کتاب کے بھی تمام امور پر ایمان لے آئے گا۔ اور صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوْلُہٗ کہے گا، یعنی نبی سچے تھے۔ اہلِ کتاب کے ساتھ دوسرے عالم میں ایمان لانے کی تخصیص بے وجہ ہے۔ یہاں یہود کو ڈانٹنا مقصود ہے۔ کیونکہ یہود کہتے تھے کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا۔ ان کو ڈانٹا گیا اور ان کے قول کی تکذیب کی گئی کہ ہرگز تم نے قتل نہیں کیا۔ بلکہ عنقریب تم اس پر ایمان لاؤ گے اور جب تم میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا جب جا کے کہیں ان کی وفات ہوگی۔ اور وہ قیامت کے دن تم پر شاہد ہوں گے۔ اور قریب کی ضمیر بھی یعنی بِہٖ کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف ہے۔ اور بعد کی ضمیر بھی یَکُوْنُ کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف ہے۔ اس لئے درمیانی ضمیر بھی ان ہی کی طرف راجع ہوگی۔ اور نیز اُن اہلِ کتاب سے قبل جو اہلِ کتاب ایمان نہیں لائے تھے وہ بھی عالم ثانی میں ایمان لے آئیں گے تو موجودہ اہلِ کتاب کو جو اپنے آپ کو قاتلِ عیسیٰ علیہ السلام کہتے تھے اس سے کیونکر زجر اور ڈانٹ ہو سکتی ہے۔ آیت کے معنیٰ بالکل صاف ہیں۔ یعنی یہود نے جب یہ کہا کہ ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کردیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے قول کی مَا قَتَلُوْہُ (پارہ ٦ سورۃ النساء) سے

تکذیب کی اور پھر ان کو ڈانٹا کہ تم اس خیال میں نہ رہنا کہ ہم نے ان کو قتل کر دیا۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ اور عنقریب تم کو اُن پر ایمان لانا پڑے گا۔ پھر جا کے کہیں ان کی وفات ہو گی۔

دوسرا ثبوت :۔ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ (پارہ ۲۵ سورۃ الزخرف)
اور بے شک حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانی ہیں۔ یعنی جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نازل ہوں تو سمجھ لو کہ قیامت قریب آگئی۔ اِنَّهٗ کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پھر رہی ہے اور عِلْمٌ کے معنیٰ نشانی اور علامت کے ہیں۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے قریب آئیں گے اور ان کا آنا پتہ دے گا کہ عنقریب قیامت آنے والی ہے۔
میں کہتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل اور صلیب کی واضح طور پر قرآن نے تردید کر دی مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ اور مَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ (پارہ ۶ سورۃ النساء)
ان کو یقیناً قتل نہیں کیا۔ اور یہود اس وقت سے اس آیت کے نزول تک برابر اسی خیال میں رہے کہ انہوں نے قتل کر دیا۔ اگر ادعاءِ قتل وصلیب کے بعد ان کی موت طبعی ہوتی تو ضرور بالضرور یہود کو پتہ چل جاتا اور وہ قتل وصلیب کے زعم میں مبتلا نہ ہوتے۔ اس سے صاف واضح ہو گیا کہ اس قتل وصلیب کے بعد وہ اپنی طبعی موت سے بھی نہیں مرے۔
خلاصہ یہ ہے کہ یہود کو ان کی موت وحیات کا قادیانی سے بہت زیادہ فکر تھا مگر ان کو چھ سو برس تک پتہ نہیں چل سکا کہ وہ اپنی طبعی موت سے مر گئے۔ اگر وہ اپنی طبعی موت سے مرتے تو ضرور یہود کو پتہ چل جاتا اور یہود قتل وصلیب کے خیال میں نہ رہتے، لہٰذا یہ کہنا کہ وہ طبعی موت سے مر گئے۔ قتل وصلیب سے بھی کمزور قول ہے۔

سوال :۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا عقل میں نہیں آتا۔

جواب :۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بے باپ کے پیدا ہونا عقل میں آتا ہے۔ جس شخص کی ابتدا خرقِ عادت ہو اور تمام زندگی خرقِ عادت ہو، اس کا انجام کیوں نہ

خرق عادت ہو۔ غور کرو۔

سوال :۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (پارہ ۴ سورۃ آل عمران) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان سے پہلے کے تمام رسول گزر گئے یعنی وفات پا گئے۔

جواب :۔ یہ معنیٰ جب صحیح ہوں گے کہ خَلَتْ کے معنیٰ مَاتَتْ کے ہوں اور رُسُل سے تمام رسول مراد ہوں اور کوئی رسول مستثنیٰ نہ ہو۔ حالانکہ خَلَتْ کے معنیٰ مَاتَتْ کے نہیں ہیں۔ بلکہ مَضَتْ کے ہیں۔ یعنی ان کا دور اور زمانہ گزر گیا۔ اور اگر خَلَتْ کے معنی مَاتَتْ کے ہوں گے تو قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ (پارہ ۱۳ سورۃ الرعد) کے معنیٰ یہ ہوں گے کہ تحقیق ان سے پہلے واقعات عقوبت مر گئے۔ اور فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ (پارہ ۲۹ سورۃ الحاقہ) کے معنیٰ گذشتہ ایام کی بجائے مردے ایام ہوں گے۔ لہٰذا خَلَتْ کے معنیٰ مَاتَتْ کے نہیں ہیں اسطرح رسل سے مراد تمام رسول نہیں ہیں۔ جس طرح وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً (پارہ ۱۳ سورۃ الرعد) ہم نے تجھ سے پہلے رسولوں کو بھیجا اور ان کو بیبیاں اور اولادیں دیں۔ حالانکہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بیوی اور اولاد نہیں دی کیونکہ ان کی تعریف میں فرمایا حَصُوْرًا (پارہ ۳ سورۃ آل عمران) یعنی عورتوں سے بچنے اور پرہیز کرنے والا۔

میں کہتا ہوں کہ اگر یہ دعویٰ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے سچا ہے تو یہ دعویٰ کہ وہ حیات ہیں اور زندہ ہیں قطعی جھوٹا ہو گیا یعنی اگر قادیانی سچا ہے تو ساری قوم جھوٹی ہے اور اگر ساری قوم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک اگر سب جھوٹے ہیں تو یہ مذہب اسلام ہی ختم ہوا۔ اور ان سب جھوٹوں نے قران نقل کیا ہے تو قرآن بھی غیر معتبر ہوا۔ اور اسی قرآن سے اصلی مسیح ثابت ہے۔ وہ اصلی مسیح بھی ختم ہوا۔ اب مسیح موعود کی کیا ضرورت باقی رہ گئی جب کہ اصلی مسیح ختم ہو گیا۔ جو قرآن سے ثابت ہے، اور قرآن ان تمام جھوٹوں سے ثابت ہے۔ اور اگر ساری قوم سچی ہے اور یہی حق ہے تو قطعاً قادیانی منکر

حیات مسیح جھوٹا ہو گیا۔ اور یہ بیان قادیانی اور انکار حیاتِ مسیح کو ختم کر دیتا ہے۔

سوال :۔ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ (پارہ ۳ سورۃ اٰل عمران) کے معنی اِنِّیْ مُمِیْتُکَ ہیں یعنی، میں تجھے موت دینے والا ہوں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ موت ہو چکی یا ہو گی۔ اس کی علامت یہ ہے۔ کہ تثلیث موت کے بعد ہوئی ہے جیسا کہ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْہِمْ (پارہ ۷۔ سورۃ المائدہ) دلالت کر رہا ہے یعنی تو نے مجھے جب موت دی۔ اس کے بعد مجھے پتہ نہیں، تو ان کا حافظ اور نگہبان تھا۔ اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ تثلیث موت کے بعد ہوئی اور تثلیث اس وقت موجود ہے تو معلوم ہوا کہ موت ہو چکی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ کے معنی یہ ہیں۔ کہ اے عیسیٰ تو ان کے ڈرانے اور دھمکانے میں نہ آئیو، یہ تجھے موت دینے والے نہیں ہیں، موت دینے والا صرف میں ہی ہوں جس کسی کو بھی موت آئے گی اس کا متوفی اور ممیت میں ہی ہوں۔ اور تیرا بھی متوفی میں ہی ہوں۔ یہ نہیں ہیں۔ تو ان سے نہ ڈر۔ جب یہ یورش کریں گے تو میں تجھے صاف نکال کرلے جاؤں گا۔ ہر وقت تیرے ساتھ روح القدس موجود ہے۔ جس وقت یہ حملہ کریں گے اس وقت روح القدس تجھے ان سے بچا کر میرے پاس لے آئیں گے۔ اس آیت سے حضرت عیسیٰ کی موت کی خبر نہیں دی گئی ہے بلکہ یہ خبر دی گئی ہے کہ موت کا دینے والا صرف خدا ہے اور تَوَفَّیْتَنِیْ میں بھی موت کی خبر نہیں ہے۔ بلکہ حاصل یہ ہے کہ جب تک میں اُن میں رہا توحید کی تعلیم دیتا رہا۔ پھر جب تو نے مجھے اُٹھا لیا تو پھر مجھے خبر نہیں۔ یہاں تَوَفِّیْ کے معنیٰ رفع کے ہیں۔

سوال :۔ تَوَفِّیْ سے مراد رفع ہے موت نہیں ہے اِس کی کیا دلیل ہے؟

جواب :۔ اس کی دلیل اجماع ہے۔ جن لوگوں نے متوفی اور توفیت کا لفظ یہاں تک پہنچایا ہے اُن ہی نے اس کے معنیٰ اور مراد بھی پہنچائے ہیں۔ جن کے کہنے سے مُتَوَفِّیْکَ کا لفظ تسلیم ہوا ہے۔ انہی کے کہنے سے مُتَوَفِّیْ اور تَوَفَّیْت کے معنی بھی تسلیم ہوئے ہیں۔ یعنی ساری قوم نے بالاجماع تَوَفِّیْ کے معنی رفع یعنی اُٹھا لینے کے کئے ہیں۔ اب اگر ان کا

رفع مراد لینا غلط ہوگا تو ان کا مُتَوَفِّيكَ کا لفظ بھی نقل کرنا غلط ہوگا۔ یعنی جن کے کہنے سے اور جن کی نقل پر مُتَوَفِّيكَ کا لفظ قبول کیا ہے ان ہی کی صداقت پر اعتماد کر کے مُتَوَفِّي کے معنیٰ قبول کئے گئے ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ لفظ تو قبول کیا جائے اور معنیٰ نہ قبول کئے جائیں۔

سوال:۔ لغت میں لفظ کے جو معنی ہیں کیا یہ ہو سکتا ہے کہ قرآن میں وہ معنی مراد نہ ہوں یعنی قرآن میں لفظ کے لغوی معنیٰ مراد نہ ہوں۔

جواب:۔ ہو سکتا ہے کہ لفظ کے لغوی معنیٰ قرآن میں مراد نہ ہوں جیسے اَللّٰہُ یَسْتَھْزِئُ بِھِمْ (پارہ ۱ سورۃ البقرۃ) اللہ تعالیٰ اُن سے مذاق کرتا ہے ہنسی کرتا ہے ٹھٹھا کرتا ہے۔ لغت میں استہزاء کے معنی ٹھٹھا کرنے کے ہیں۔ لیکن ساری قوم کا اجماع ہے کہ یہ معنی مراد نہیں ہیں۔ لغت میں اگر کسی فعل کا کوئی فاعل ہو تو اس فاعل پر اس فعل سے جو اسمِ فاعل مشتق ہے وہ بولا جا سکتا ہے لیکن مَکَرَ اللّٰہُ اور اللّٰہُ یَسْتَھْزِئُ اور یُعَذِّبُ اللّٰہُ میں جو افعال ہیں وہ بالاجماع مَاکِر اور مستہزِءِ اور معذِّب اِن فعلوں کے فاعل یعنی اللہ پر نہیں بولے جا سکتے۔ نیز متشابہات کے لئے لغوی معانی ضرور ہیں لیکن اس کے لغوی معانی مراد نہیں ہیں۔ اسی طرح متوفی کے معنی اگرچہ لغت میں ممیت ہی کے کیوں نہ ہوں لیکن وہ بالاجماع مراد نہیں ہیں۔ جس طرح یَتَوَفّٰکُمْ بِاللَّیْلِ (پارہ ۷ سورۃ الانعام) میں، اور اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ (پارہ ۲۴ سورۃ الزمر) میں لفظ کے قرینہ سے توفّی کے معنیٰ موت کے نہیں ہیں اسی طرح اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ میں اور تَوَفَّیْتَنِیْ میں اجماع کے قرینہ سے توفّی کے معنیٰ موت کے نہیں ہیں غور کرو۔

میں کہتا ہوں کہ اسبابِ علم صرف تین ہیں حس، عقل اور خبر صحیح۔ حِس تو اس وقت کار آمد نہیں ہے۔ کیونکہ تقریباً ساڑھے اُنیس سو برس اس واقعہ کو گذر گئے اور عقل سے کسی کی پیدائش اور موت کا پتہ نہیں چل سکتا۔ اب رہی خبر صحیح، سو وہ یا خبر متواتر ہے یا خبر صادق واصدق ہے۔ تو خبر متواتر یہود کے ہاں صلیب کی ہے موت طبعی کی نہیں ہے اور خبر رسول صلعم حیات مسیح علیہ السلام کی ہے اور قرآن شریف سے بھی حیات ہی ثابت ہے

تو اب بتاؤ کہ تم کو طبعی موت کا علم کیوں کر ہوا، کیونکہ ذرائع علم ویقین سب مفقود ہیں۔ اور یہ مقام عقیدہ کا مقام ہے اس میں ظنِ حجت نہیں ہے۔

میں کہتا ہوں، اگر وہ اپنی موت سے یعنی طبعی موت سے مرے تھے تو اس وقت کوئی موجود تھا یا موجود نہ تھا۔ اگر کوئی موجود تھا تو وہ فوراً یہود کو مطلع کرتا کہ تم دھوکہ میں ہو تم نے ان کو صلیب نہیں دی اور وہ تو اپنی موت سے میرے سامنے مرے ہیں۔ اور اگر کوئی موجود نہ تھا اور یہود نے ان کے متعلق یہ شہرت دے دی تھی کہ ان کو صلیب دے دی، تو پھر کس طرح قائلان موت کو خبر ملی۔ اگر یہ کہا جائے کہ موت کی خبر قرآن سے ملی تو سوائے اس قائلِ موت کے، نبی سے لے کر سب کے سب حیات کے قائل ہیں۔ یہ کس طرح متصور ہو سکتا ہے، کہ نبی اور تمام صحابہ اور تمام تابعین سے لے کر آج تک کے کل مسلمانوں کو قرآن سے وفاتِ مسیح کا مسئلہ نہ معلوم ہو سکا اور صرف اسی قائل موت یعنی قادیانی کو معلوم ہو گیا۔ بولو کیا کہتے ہو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مسیح علیہ السلام کی حیات کا علم تھا، یا وفات کا علم تھا یا دونوں میں سے کسی کا بھی علم نہ تھا۔ اگر کہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حیاتِ مسیح علیہ السلام کا علم تھا اور حیاتِ مسیح ہی کی تبلیغ فرمائی، تو یہ حق ہے، صحیح ہے، یہی ہمارا مدعا ہے۔ اور اگر کہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات کا علم تھا، تو اب بتاؤ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وفاتِ مسیح کے علم کے ساتھ تبلیغ حیاتِ مسیح کی کی یا وفاتِ مسیح کی کی۔ اگر کہو کہ حیاتِ مسیح کی کی حالانکہ ان کو وفاتِ مسیح کا علم تھا، تو یہ خاتم النبیین کی تکذیب ہے۔ اور اس صورت میں قرآن مذہبِ اسلام دین سب ختم۔ اور اگر کہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وفاتِ مسیح کا علم تھا اور وفاتِ مسیح کی ہی تبلیغ فرمائی تھی، تو اس صورت میں تمام قوم جو حیاتِ مسیح علیہ السلام کی قائل ہے، سب جھوٹی ہو گئی۔ اور جھوٹوں کی نقل پر قرآن اور جملہ شرائع سب غیر معتبر ہو گئے، اور كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ کی بجائے یہ لوگ شرِ اُمت ہو گئے۔ اور اس حال میں بھی مذہب کا بالکلیہ خاتمہ ہو گیا۔ اور اگر کہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ حیاتِ مسیح علیہ السلام کا علم تھا،

نہ وفات کا علم تھا۔ تو پھر تم کو مسیح علیہ السلام کی وفات کا علم کیسے ہو گیا۔ اگر کہو کہ قرآن سے جانا، تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو قرآن سے جانا نہیں، ساری اُمت نے قرآن سے جانا نہیں، تم نے کیسے جان لیا۔ لہٰذا یہ بالکل لغو اور غلط بات ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے۔

شبہ:۔ یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ اس کے بعد وفات پائیں گے تو اس وفات کے بعد تثلیث کا عقیدہ باقی نہیں رہے گا۔ اور تثلیث نہیں ہوگی۔ اور یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ تقریباً انیس سو برس سے تثلیث کا عقیدہ موجود ہے اور اللہ تعالیٰ کے قول فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ (پارہ ۷ سورۃ المائدہ) یعنی جب تو نے مجھے وفات دے دی تو اس کے بعد تو ان کا نگہبان رہا۔

اس قول سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ تثلیث کا عقیدہ وفات کے بعد پیدا ہوا۔ اور تثلیث ۱۹ سو برس سے متحقق ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ مسیح علیہ السلام کی وفات ہو چکی اور اس وفات کے بعد سے آج تک یہ تثلیث کا عقیدہ چلتا رہا۔ اس شبہ کا کیا حل ہے؟ اس شبہ کا حل یہ ہے کہ آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي حکایت ہے اس تَوَفِّي سے جو رفع کے معنیٰ میں ہے اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ جب تو نے مجھے رفع کیا اور زندہ آسمان پر اٹھا لیا پھر مجھے خبر نہیں انہوں نے کیا عقیدہ اختیار کیا۔ اس آیت کے یہ معنیٰ نہیں ہیں کہ جب تو نے مجھے موت طبعی سے مار ڈالا، اس کے بعد مجھے خبر نہیں تو ہی ان کا محافظ اور نگہبان تھا۔ خلاصہ یہ ہے کہ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي کے معنیٰ فَلَمَّا رَفَعْتَنِي کے ہیں۔ اور یہ پہلی ہی بحث ہے کہ توفّی کے معنیٰ رفع کے ہیں اور اوپر مفصل یہ بحث گذر چکی۔

خلاصہ یہ ہے کہ توفّی سے مراد اگر موت ہوگی تو تمام وہ جماعت جس نے توفّی کا لفظ ہم تک پہنچایا ہے۔ وہ جھوٹی ہو جائے گی اور اس صورت میں لفظ متوفّی اور تَوَفَّيْتَنِي کا قبول کرنا ہی باطل اور غلط ہو جائے گا۔ کیونکہ جنہوں نے یہ لفظ پہنچایا ہے۔ ان سب نے

بالاتفاق اور بالاجماع اس لفظ سے مراد رفع بتایا ہے۔ اب اگر ان کی بتائی ہوئی مراد اور معنی غلط ہیں اور وہ جھوٹے ہیں تو ان کا بتایا ہوا لفظ بھی ناقابل قبول ہے اور اس وقت قرآن پر طعن ہوگا۔ اور قرآن مجروح ہو جائے گا۔ لہٰذا اگر قادیانی نبی ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہوں گے تو تمام مذہب اسلام اور قرآن اور نبی سب غلط اور باطل ہو جائیں گے خوب سمجھ لو کہ اگر قادیانی سچا ہے تو اس کے مقابل سارا مذہب اور تمام تیرہ سو سالہ مومنوں کی جمعیت جھوٹی ہو جائے گی۔ اور اس وقت جب کہ سارا مذہب اور اصلی نبی ناحق ہو گیا تو اس نقلی نبی اور نقلی مذہب کی ضرورت ہی کیا باقی رہ گئی۔ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَاۗءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ (پارہ ۱۸ سورۃ المؤمنون) اگر حق انکے خواہش کے مطابق ہو جائے تو اسوقت نظامِ عالم درہم برہم ہو جائیگا۔ لہٰذا نبوت ختم ہو چکی اور عیسیٰ علیہ السلام جیتا ہیں اور نبوت کے ختم پر یہ آیت بھی دلالت کر رہی ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَاۗفَّةً لِّلنَّاسِ (پارہ ۲۲ سورۃ السبا) ہم نے تم کو تمام لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اور مقصود بعثت بشارت اور انذار ہی ہے۔ آپ جب تمام لوگوں کے لئے رسول بن کر آئے اور سب کے لئے بشیر اور نذیر ہو گئے تو اب جدید بشیر اور نذیر کی ضرورت ہی باقی نہیں رہی۔ اور فرمایا قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (پارہ ۹ سورۃ الاعراف) کہہ دے اے لوگو! میں تم سب کے لئے اللہ کا رسول ہوں۔ تو اب کسی انسان کے لئے جدید رسول کی ضرورت نہ رہی۔ اب اگر تم یہ کہو کہ نبوتِ تامہ اور رسالتِ تامہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی۔ لیکن نبوتِ جزئیہ اور رسالتِ جزئیہ جسے قادیانی نبوتِ ظلی سے تعبیر کرتا ہے یہ تو ختم نہیں ہوئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نبوت صرف وحی ہے، نبی اور غیر نبی میں صرف وحی ہی فارق ہے۔ جیسا کہ فرمایا قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ (پارہ ۱۶ سورہ کہف) میں تمہاری طرح بشر ہوں، فرق یہ ہے کہ میری طرف وحی آتی ہے۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہو گیا کہ جس پر وحی آئے وہ نبی ہے اور جس پر وحی نہ آئے وہ نبی نہیں ہے۔ اور فرمایا:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْہِ شَیْءٌ (پارہ ۷ سورۃ الانعام) اس سے بڑا ظالم کون ہے جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا، یا کہا کہ میرے اوپر وحی آتی ہے اور اس پر کوئی بھی وحی نہ آئی ہو۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہو گیا کہ جس پر ایک بھی وحی نہ آئی ہو اور وہ وحی کا دعویٰ کرے۔ تو وہ جھوٹا اور ظالم ہے۔ اور اگر ایک دفعہ بھی وحی آگئی تو وہ قطعی نبی تام ہے۔ لہٰذا نبوت جزئیہ کے کوئی معنیٰ ہی نہیں ہیں۔ اور اگر ایک دفعہ بھی وحی نہیں آئی اور پھر جھوٹا دعویٰ کیا تو دجال کذاب ہے، سو نبوتِ ظلی اور نبوتِ جزئی کا دعویٰ دھوکا اور فریب ہے۔ نبوت تام اور کامل ہی ہے۔ نبوت ناقص اور جزئی بے معنیٰ لفظ ہے۔ اگر تمہارا خیال ہے کہ الہام نبوتِ جزئیہ ہے۔ تو میں کہوں گا کہ الہام غیر معتبر چیز ہے اور اس کے لئے لفظ نبوت خواہ جزئی کی قید کے ساتھ کیوں نہ کہا جائے۔ خلافِ شرع ہے۔ الہام ظنی چیز ہے۔ ہو سکتا ہے کہ فجور کا الہام ہو، ہو سکتا ہے کہ تقویٰ کا الہام ہو فَاَلْھَمَھَا فُجُوْرَھَا وَتَقْوٰھَا (پارہ ۳۰ سورہ الشمس) پس اس کو اس کے فسق اور تقویٰ کا الہام کر دیا۔ جب الہام میں تقویٰ لازم نہیں ہے تو نبوت الہام سے کیسے لازم آسکتی ہے۔ اب دوبارہ اس بات کو سمجھ لو۔ کہ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْہِ شَیْءٌ میں نکرہ منفیہ ہے جو عام ہوتا ہے یعنی اس پر کوئی وحی نہ ہو۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ ایک وحی بھی نبوت کے لئے کافی ہے اور نبوت تام ہے اور نبوت ناقص یہ اختراع محض ہے باطل ہے غلط ہے کفر ہے۔ لہٰذا جو شخص یہ کہے کہ ایک وحی مجھ پر آئی وہ قطعاً نبی ہے اور وہ پورا نبی ہے۔ یہ نہیں ہے کہ جس پر ایک وحی آئے یا کم وحی آئے وہ ناقص جزئی ظلی نبی ہے۔ اور جس پر ایک سے زائد یا بکثرت وحی آئے وہ نبی تام کامل نبی ہے یہ تقسیم ہی غلط ہے۔ یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ جب نبوت ختم ہو چکی ہے تو نبوت کا دعویٰ کرنا کفر ہے۔ حاصل یہ ہے کہ جس انسان پر وحی نازل ہو، خواہ ایک مرتبہ خواہ ایک مرتبہ سے زیادہ، ہر صورت میں وہ نبی ہے۔ نبوت کی تقسیم نہیں ہے۔ کہ کم مرتبہ وحی آئے تو وہ جزئی نبی،

زیادہ مرتبہ وحی آئے تو وہ تام اور کامل نبی ہو۔ بلکہ ہر صورت میں صاحب وحی نبی ہی ہے۔ ظلی اور جزئی کوئی چیز نہیں ہے۔ سُن لو اور سمجھ لو کہ تمام عالموں کے لئے اور تمام انسانوں کے لئے اور تمام جنوں کے لئے جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہو کر آئے تو اب مزید نبی کی کسی عالم کو اور کسی انسان اور کسی جن کو ضرورت باقی نہیں رہی۔ اب اگر کوئی کہتا ہے کہ ظلی اور جزئی نبی کے یہ معنی ہیں کہ صاحب شریعت نبی کی شریعت کی تبلیغ کرنے کے لئے نبی کی ضرورت ہے تو یہ بھی غلط ہے۔ فرمایا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ (پارہ ۱۷ سورۃ الحج) یعنی رسول تم پر شہادت دے اور تم لوگوں پر شہادت دو۔ اور فرمایا جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (پارہ ۲ سورۃ البقرۃ) ہم نے تم کو بہترین امت اس لئے بنایا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ۔ اور رسول تم پر گواہ ہو جائے۔

حاصل ان دونوں آیتوں کا یہ ہے کہ رسول تم کو تبلیغ کرے گا اور تم باقی تمام لوگوں کو تبلیغ کرتے رہنا کسی مزید نبی کی ضرورت نہیں ہے۔ نبی یا اپنی شریعت کی تبلیغ کرتا ہے۔ یا دوسرے نبی کی شریعت کی تبلیغ کرتا ہے۔ اور قادیانی نہ اپنی شریعت لایا اور نہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی تبلیغ کرتا ہے کیوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی تبلیغ کے لئے امت وسط یعنی بہترین امت مقرر کر دی گئی۔ اب کسی نبی کی ضرورت باقی نہ رہی۔

اس تمام تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ نبوت بغیر معجزہ کے نہیں ہو سکتی۔ اور معجزہ وہ خرق عادت اور خلاف عادت فعل ہے جس کا تعارض اور جواب نہ ہو سکتا ہو۔ اور قادیانی کے ہاتھ پر کوئی معجزہ ظاہر نہیں ہوا۔ اگر کہیں کوئی معمولی سی بات بھی عادت کے خلاف ظاہر ہوتی ہے تو سارے عالم میں اس کی شہرت ہو جاتی ہے چرچے ہونے لگتے ہیں۔ جیسا کہ موجودہ دور میں آپ نے دیکھا کہ ایٹم بم کی ایجاد کتنی مشہور ہو گئی۔ اسی طرح ہر نئی اور انوکھی بات کا حال ہے مگر اس مدعی نبوت سے کوئی ایسی خلاف عادت اور خرق عادت بات ظاہر نہیں ہوئی۔ لہذا

یہ مدعیٔ نبوت قطعاً جھوٹا اور کاذب ہے۔ نیز نبی اگر آتا ہے تو یا اپنی شریعت لے کر آتا ہے اور اپنی شریعت کی تبلیغ کرتا ہے۔ مگر قادیانی کوئی شریعت لے کر نہیں آیا، اور نہ کوئی اور نبی شریعت لا سکتا ہے، کیونکہ فرمایا اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ (پارہ ۶ سورۃ المائدہ) تمہارے لئے آج میں نے تمہاری شریعت مکمل کر دی، اب کسی اور شریعت کی ضرورت نہیں رہی۔ یا وہ نبی کسی پہلے نبی کی شریعت کی تبلیغ کرنے کی غرض سے آتا ہے۔ لیکن محمد رسول اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی تبلیغ کرنے کے لئے کسی نبی کی ضرورت نہیں ہے۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے اُمّتِ وَسَط یعنی بہترین اُمّت کو مقرر کیا ہے۔ وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا (پارہ ۲ سورۃ البقرۃ) اور اسی طرح ہم نے تم کو بہترین اُمّت قرار دیا تاکہ تم تمام لوگوں کو تبلیغ کرو۔ اور ان کے دین پر گواہ بن جاؤ۔ اور رسول تم کو تبلیغ کرے اور تم پر گواہ ہو جائے۔ لہٰذا تبلیغ دین اور شریعت کے لئے کسی نبی کی ضرورت نہیں، صرف اُمّت کافی ہے۔ اور اُمّت کے لئے وحی نہیں ہے۔ لہٰذا اُمّت میں سے کوئی نبی نہیں ہے۔ اس کے باوجود کوئی نبوت کا دعویٰ کرے۔ وہ بڑے سے بڑا ظالم اور کذاب و دجال ہے۔

سوال: یہ اُمّت بہترین اُمّت ہے اور یہ بہتری اُسی اُمّت کا خاصہ ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دوبارہ اس جہان میں تشریف لا کر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں گے۔ تو یہ اُمّت بہتری اور خیر سے خارج ہو جائے گی اور محروم ہو جائے گی۔ لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں آ کر یہ شرف اور بہتری حاصل نہیں کریں گے بلکہ اس اُمّت میں کا کوئی فرد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کے لئے مقرر ہو گا اور وہ یہی قادیانی ہے۔

جواب: اگر اس کے تمام بیانات صحیح ہوں تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قادیانی کی

حیثیت امتی کی ہے۔ اور اُمت میں سے کوئی بھی نبی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس کے لئے نبوت کا ثابت ہونا ہی محال ہے۔ دوسرے یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا یہود کی تنبیہ اور ڈانٹ کے لئے ہوگا۔ اور بطور معجزہ کے ہوگا۔ جس طرح آپ کی پیدائش بطور معجزہ کے ہوئی تھی۔ آپ نازل ہوکر شریعتِ محمدیہ قدیمہ کی تبلیغ کریں گے۔ جس طرح شروع سے اُمت تبلیغ کرتی چلی آئی ہے۔

سوال :۔ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ ہیں، تو ضروری ہے کہ آپ کی امت بھی موسوی امت کی مثیل قرار پائے جیسا کہ فرمایا: اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا (پارہ ۲۹ سورۃ المزمل)، ہم نے تمہاری طرف رسول بھیجا جو تم پر شاہد ہے۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ تھے۔ اور جب نبی کی مثل ہے تو اس نبی کی اُمت بھی اس نبی کی امت کی مثل ہوگی۔ پس امتِ محمدیہ امتِ موسویہ کی مثل ہوئی۔ اور امتِ موسویہ میں چودہ سو برس بعد مسیح علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔ اس لئے ضروری ہے کہ امت محمدیہ میں چودہ سو برس بعد ایک مسیح پیدا ہوں، اور وہ یہ غلام احمد قادیانی ہے۔

جواب :۔ آیت میں نبی کو نبی سے تشبیہ نہیں دی گئی ہے، بلکہ صرف ارسال یعنی بھیجے جانے میں مثل قرار دیا گیا ہے۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا۔ اِسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے۔ اس لئے نہ نبی نبی کی مثل ہے اور نہ اُمت امت کی مانند یعنی نہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم موسیٰ علیہ السلام کی مثل ہیں اور نہ اُمتِ محمدیہ امتِ موسویہ کی مثل ہے۔ بلکہ نبی نبی سے افضل اور امت امت سے افضل ہے۔ کوئی کسی کے مثل نہیں، جیسے اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ (پارہ ۶ سورۃ النساء) اے پیغمبر! ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی کی جس طرح نوح علیہ السلام کی طرف کی۔

اس سے صرف وحی کرنے میں مماثلت ثابت ہوتی ہے۔ جس کی طرف وحی کی گئی ان کی باہمی مماثلت ثابت نہیں ہوتی۔ ورنہ تمام انبیاء ایک دوسرے کے مثیل ہو جائیں گے۔ اور یہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ (پارہ ۳ سورۃ البقرہ) ان رسولوں میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت ہے۔ اسی طرح ایک اُمت کو دوسری امت پر فضیلت ہے۔ اور اگر ایک اُمت دوسری اُمت کی مثل ہو جائے تو یہ ضروری نہیں ہے۔ کہ جتنے افراد اس میں ہوں اتنے ہی افراد اس اُمت میں بھی ہوں۔ بنی اسرائیل کی قوم میں بے شمار انبیاء اور رسول ہوئے ہیں تو چاہیئے کہ اُمت محمدیہ میں بھی مثل ہارون اور مثل داؤد و سلیمان اور مثل ذکریا و یحییٰ علیہم السلام ہوں اور پھر یہ کیا ضروری ہے کہ صرف مماثلت مسیح علیہ السلام ہی کے ساتھ ہو، دوسروں کے ساتھ نہ ہو جب امت محمدیہ مثل امت موسویہ ہو کر عیسیٰ پیدا کر سکتی ہے تو ہارون، داؤد، سلیمان، زکریا اور یحییٰ کیوں نہیں پیدا کرتی۔ اس کے علاوہ امت سے مراد قوم نسبی ہے یعنی اس خاندان سے درحقیقت حضرت عیسیٰ ہیں جس خاندان سے حضرت موسیٰ ہیں اور امت سے مراد مخاطب بنی ہے۔ اس معنیٰ کے اعتبار سے حضرت عیسیٰ حضرت موسیٰ کے امتی نہیں ہیں بلکہ خود رسول اور نبی ہیں الغرض یہ قادیانیوں کی انتہائی جہالت ہے۔

سوال:۔ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ (پارہ ۱۴ سورۃ النحل) اور اللہ تعالےٰ کے سوا جن کی پوجا ہو رہی ہے وہ کسی شے کے خالق نہیں ہیں، بلکہ وہ خود مخلوق ہیں، مُردے ہیں، زندہ نہیں ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کی پُوجا ہوتی ہے لہٰذا وہ بھی مُردے ہیں زندہ نہیں ہیں۔

جواب:۔ خدا کے سوا جن کی پرستش اور پوجا کی جاتی ہے اُن سے یہاں بُت مراد ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام مُراد نہیں ہیں دوسری جگہ ارشاد ہے اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ (پارہ ۹ سورۃ الاعراف) یعنی تم خدا کو چھوڑ کر جن کی عبادت کرتے ہو، وہ تمہاری طرح بندے ہیں۔ یہاں فرمایا گیا ہے اَمْثَالُكُمْ تمہاری طرح خدا کو

چھوڑ کر جن کی پُوجا کی جاتی ہے اگر وہ مردہ تسلیم کر لئے جائیں تو چونکہ وہ تمہاری طرح قرار دیئے گئے ہیں۔ اس لئے تم بھی مردہ سمجھے جاؤ یا پھر وہ تمہاری طرح زندہ ہو جائیں گے اس کے علاوہ یہ بھی فرمایا گیا ہے اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ط (پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء) بے شک تم اور جن کی خدا کو چھوڑ کر تم پرستش کرتے ہو وہ سب جہنم کا ایندھن ہیں۔ تو کیا نعوذ باللہ حضرت مسیح علیہ السلام بھی جہنم کا ایندھن بننے والوں میں شامل سمجھے جائیں گے۔ نیز فرشتوں، جنّوں اور شیطانوں کی بھی پرستش کی جاتی ہے تو کیا یہ سب مُردہ ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ٥ (پارہ ۲۳۔ سورۃ الزمر) اور بے شک تو مُردہ ہے اور وہ سب مُردے ہیں جس طرح اس آیت میں فی الحال مُردہ ہونا مراد نہیں ہے اسی طرح خدا کے سوا جن کی پرستش کی جاتی ہے ان کا فی الحال مُردہ ہونا مراد نہیں ہے۔

سوال :۔ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ لا وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ٥ پارہ ۳۰ سورۃ الفجر) میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنّت میں داخل ہو جا۔ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ جنّت میں داخلہ مرنے کے بعد ہے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فوت شدہ انبیاء میں داخل دیکھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بھی دوسرے انبیاء کی طرح فوت ہو کر انہی کی جماعت میں داخل ہو گئے۔

جواب :۔ محض شامل ہونے سے مردہ ہونا لازم آجائے تو چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس وقت فوت ہو چکے ہوں اور فوت ہو کر ان میں شامل ہو گئے ہوں۔

سوال :۔ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ٥ (پارہ ۲۷ سورۃ الرحمٰن) جو زمین پر ہے وہ فانی ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بھی فانی ہیں۔

جواب :۔ اگر اس آیت کا یہی مطلب ہو تو اس وقت کروڑوں آدمی زمین پر موجود ہیں تو چاہیئے کہ یہ سب میت اور فانی ہوں۔ حالانکہ سب زندہ ہیں۔ آیت کا مطلب

یہ ہے کہ جو زمین پر ہے وہ فنا ہونے والا ہے جیسے كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (پارہ ۴ سورۃ آلِ عمران) ہر شخص موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔ یہ معنی نہیں کہ موت کا مزہ چکھ لیا۔ اسی طرح ایک روز حضرت مسیح علیہ السلام بھی موت کا مزہ چکھیں گے، فنا ہوں گے۔ اس کے یہ معنی قطعاً نہیں ہو سکتے کہ فنا ہو گئے۔

سوال:۔ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ (پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل) کفار نے یہ معجزہ طلب کیا تھا کہ تو آسمان پر چڑھ جا۔ اور ہم تیرے آسمان پر چڑھنے کے بعد بھی ایمان نہیں لائیں گے۔ جب تک تو ہم پر کتاب نہ نازل کر دے۔ تاکہ ہم اس کو پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہہ دے میرا رب پاک ہے۔ اور میں تو ایک بشر اور رسول ہوں۔ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا (پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل) خدا تعالیٰ کے اس جواب سے معلوم ہو گیا کہ آسمان پر چڑھنا محال ہے اور اللہ تعالیٰ کی عادت کے خلاف ہے، لہٰذا عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر نہیں چڑھے۔

جواب:۔ اگر آسمان پر چڑھنا محال ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج بھی محال ہو گئی۔ اگر تمہارے نزدیک معراج بھی محال ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس قدر معجزات ہوئے وہ عادت کے خلاف ہی ہوئے ہیں۔ اس لئے تمام معجزات کو محال قرار دے کر انبیاء اور رسولوں، نبوت اور رسالت کو بھی محال قرار دے دیا جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ تمام آسمانی مذاہب باطل ہو کر رہ جائیں گے۔

سوال:۔ آسمان پر زندہ جانا بڑی افضلیت اور شرف و کرامت کی بات ہے۔ جب یہ مقام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل نہ ہوا تو حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے اس کا کیسے تصور کیا جا سکتا ہے؟

جواب:۔ اوّل تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج میں آسمانوں پر تشریف لے گئے جو عقل اور نقل سے ثابت ہو چکا ہے، دوسرے یہ کہ یہ افضلیت نہیں ہے جس کی وجہ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر برتری تسلیم کی جائے۔ بلکہ فضیلت ہے۔ جیسے حضرت

ابراہیم خلیل اللہ کے لئے آگ کا گلزار ہونا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے لکڑی کا اژدہا ہونا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہے کا نرم ہونا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے پرندوں کی بولی پہچاننا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے اوّل روز سے آخر تک معجزانہ افعال کا صادر ہونا۔ مُردہ کو زندہ کرنا۔ پرندہ کی شکل کا پرندہ جانور پیدا کرنا۔ بے باپ کے پیدا ہونا۔ اسی طرح آخر میں زندہ آسمان پر اُٹھا لیا جانا یہ سب معجزات ہیں۔ اور معجزات افضلیت کا معیار نہیں ہوتے۔ بلکہ نبی کی صداقت اور سچائی کا معیار ہوتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جس نوعیت کے اور جس کثرت کے ساتھ معجزے دیئے گئے وہ ان کے حالات کی بنا پر تھے۔ یہودیوں نے آپ کی ذات پر بہت سی بہتان تراشیاں کی تھیں۔ اس لئے حق تعالےٰ نے ان معجزات کے ذریعہ آپ کی تائید فرمائی۔ اس سے آپ کے دوسرے نبیوں سے افضل ہونے کا ثبوت نہیں نکلتا۔ جس زمانہ میں جیسی ضرورت ہوئی۔ قدرت نے اسی کے مطابق پیغمبر کی تائید و نصرت کے لئے اسباب فراہم کر دیئے۔

سوال:۔ جب عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے۔ تو امتی بن کر تشریف لائیں گے یا نبی بن کر؟

جواب:۔ وہ نبی ہی کی حیثیت میں آئیں گے۔ جس طرح اگلے انبیاء اپنے سابق نبی کے دین و شریعت کی تبلیغ کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی تبلیغ کریں گے۔

سوال:۔ اس کے یہ معنیٰ ہوئے کہ نبوت ختم نہ ہوئی؟

جواب:۔ نبوت ختم ہو چکی۔ حضرت مسیح علیہ السلام نئی نبوت کے ساتھ نہیں آئیں گے۔ اپنی قدیمی حیثیت میں آئیں گے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شریعت کا اتباع کریں گے۔

سوال:۔ کیا اس سوال کا جواب یہ دیا جا سکتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اُمتی بن کر

آئیں گے۔ جب کہ یوم میثاق میں تمام انبیاء سے عہد لیا تھا کہ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ط (پارہ ۳ سورۃ آل عمران) یعنی روزِ میثاق اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے یہ عہد لیا تھا۔ کہ تم خاتم النبیین پر ایمان لانا۔ اور سب نے اقرار کر لیا تھا۔ اس اقرار کے ماتحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر اُمتی ہو گئے۔

جواب :۔ یہ استدلال صحیح نہیں ہے۔ ایمان لانے سے اُمتی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہم تمام انبیاء پر اور ملائکہ پر ایمان لا چکے، لیکن ہم اُن کے اُمتی نہیں ہیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی تمام انبیاء پر ایمان لا چکے۔ لیکن ہمارے نبی تمام انبیاء کے اُمتی نہیں ہیں۔ جس نے ایسی بات کہی، اس نے غلطی کی۔ حاصل یہ ہے۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم کے بعد اس دُنیا میں کوئی نبی نہیں آئے گا سوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے۔

سوال :۔ اس سے یہ وہم ہوتا ہے۔ کہ پھر تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاتم النبیین ہوئے۔

جواب :۔ نہیں، خاتم النبیین اور خاتم الشرائع صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ اپنی شریعت نہ قدیم شریعت نہ جدید شریعت، کوئی شریعت لے کر نہیں آئیں گے۔ صرف شریعتِ مصطفوی کی تبلیغ کریں گے۔ اور یہ بات ان کی نبوت کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ توریت کی تبلیغ جس طرح مبلغینِ توریت کی نبوت کے منافی نہیں تھی۔ اور جس طرح توریت کی تبلیغ عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے منافی نہیں تھی، بالکل اسی طرح قرآن کی تبلیغ بھی عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے منافی نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نبی کا اس جہاں میں آنا یہ نہیں چاہتا کہ اس کے ساتھ اس کی شریعت بھی آئے۔ ہاں اس کے آنے میں کیا مصلحت ہے اس کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہودی کہتے

تھے کر قتل کر دیا۔ صلیب دے دی یعنی سُولی پر چڑھا دیا۔ اُنہیں آگاہ کرنے اور ڈانٹنے کے لئے بھیجا جائے۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی اور مصلحت ہو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ محض مشیت ہو۔

سوال :۔ جس قوم میں نبی آیا ہے اُس قوم کی زبان کے علاوہ کسی دوسری زبان میں اُس نبی پر وحی ہوئی ہے؟

جواب :۔ ہرگز نہیں۔ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ (پارہ ۱۳۔ سورۃ ابراھیم) ہم نے نہیں بھیجا کسی رسول کو، مگر اس کی قوم کی زبان میں۔ لہٰذا قادیانی نے جو عربی میں وحی کا دعویٰ کیا ہے۔ بالکل جھوٹ اور غلط ہے۔

سوال :۔ کیا غیب کی خبر صداقت کی دلیل ہے؟

جواب :۔ اس وقت جب کہ خبر دینے والے کے لئے غیب ہو اور خبر پانے والے کے لئے حضور ہو، مثلاً کسی کے گھر میں خفیہ کوئی ذخیرہ یا چیز رکھی ہوئی ہے۔ جس کا علم سوائے اس کے کسی کو نہیں ہے، اب اگر کوئی خبر دے دے تو یہ خبر غیب کی خبر اور خرقِ عادت ہو گی۔ جب تک کہ خبر خرقِ عادت کو نہ پہنچے۔ اس وقت تک معیارِ صداقت نہیں ہے۔ لہٰذا کوئی پیش گوئی حجت نہیں ہے۔ اکثر منجمین بلکہ عوام کی پیش گوئیاں صادق نکل آتی ہیں۔ نبوّت کے لئے ایسا خرقِ عادت فعل ہونا چاہیئے۔ کہ جس کا جواب نہ ہو سکے۔

سوال :۔ قادیانی نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فَسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ٥ (پارہ ۱۴ سورۃ نحل) اگر تم کو علم نہ ہو تو اہلِ ذکر سے پوچھ لو۔ اور قادیانی نے اہلِ ذکر سے پوچھا تو اہلِ ذکر نے وفاتِ مسیح کی خبر دی۔ لہٰذا مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے۔ سوال یہ ہے کہ کیا اس آیت سے وفات

ثابت ہوتی ہے۔

جواب:- ہرگز نہیں، بلکہ حیات ثابت ہوتی ہے، اس لئے کہ اہلِ ذکر یا یہود ہیں یا نصاریٰ یا مسلمین، تو یہود بھی موتِ طبعی اور وفاتِ طبعی کے منکر ہیں کیونکہ وہ قتل وصلیب کے قائل ہیں۔ اور نصاریٰ اور مسلمین سرے سے وفات کے منکر ہیں۔ پس جب اہلِ ذکر سے پوچھا گیا۔ تو سب ہی نے موتِ طبعی اور وفاتِ طبعی کا انکار کیا۔ لہٰذا حیات ثابت ہے۔ خلاصہ اس تمام بیان کا یہ ہے کہ نبوت بغیر اعجاز یعنی ناقابلِ جواب خرقِ عادت کے ثابت نہیں ہوسکتی اور نبوت ناقابلِ تقسیم ہے، یعنی نبوت کی تقسیم تامہ اور غیر تامہ اصلی اور فرعی حقیقی اور بروزی کی طرح نہیں ہوسکتی۔ یہ سب الفاظ جعلی ہیں۔ نبوت صرف ایک ہی شے ہے اور وہ وحی ہے اور وحی اللہ تعالیٰ کا بشر سے کلام کرنا ہے اور اس نبوت ووحی کے دعوے کا ثبوت انسان کے قول سے نہیں ہوسکتا، کیونکہ انسان کو صدق وکذب دونوں پر اختیار حاصل ہے بلکہ ایسی چیز جو صدق پر مجبور ہو اور صرف صدق ہی اس کو لازم ہو وہ مدعی نبوت کی تصدیق کرے گی۔ لہٰذا کوئی خرقِ عادت فعل قادیانی سے صادر نہیں ہوا۔ اس لئے وہ صاحبِ نبوت اور صاحبِ وحی ہرگز نہیں۔ خوب سمجھ لیجئے، خرقِ عادت فعل وہ ہے جس کا جواب ساری قوم نہ دے سکے۔ وہی مدعی نبوت کی صداقت پر دلیل ہوگا۔ لہٰذا نبوت بغیر معجزہ کے ثابت نہیں ہوسکتی۔ اور نبوت شے واحد ہے۔ اس میں ادنیٰ اور اعلیٰ کا فرق نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے ظلّی نبوت اور حقیقی نبوت کا فرق کرنا سرے سے غلط ہے۔ صرف ایک ہی شے ہے نبوت حقیقت تامہ اصلیہ۔ اور یہ بھی خوب سمجھ لیجئے، نبی یا اپنی شریعت لے کر آتا ہے یا پہلے نبی کی شریعت کی تبلیغ کرتا ہے۔ قادیانی نہ اپنی شریعت لے کر آیا ہے نہ شریعتِ مصطفویؐ کی تبلیغ کرسکتا ہے، کیونکہ شریعت مصطفویؐ کی تبلیغ کے لئے نبی کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے لئے اُمّتہً وسطاً کافی ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے قیامت تک اس شریعت کی تبلیغ کے لئے نبوت کا دروازہ بند کردیا۔ اور صرف امت کو تبلیغ کے لئے

مقرر کر دیا، اسی لئے اس اُمت کو اُمّۃً وسطاً اور خیرُ اُمّۃ ٹھہرایا گیا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام حیات ہیں۔ ان کی وفات نہ حس سے معلوم ہے نہ عقل سے نہ مخبرِ صادق سے۔ مخبرِ صادق اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یعنی نہ اللہ کے کلام کی کسی آیت سے وفات مسیح علیہ السلام ثابت ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث اور کسی قول سے ثابت ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا۔

دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ قادیانی اپنی نبوت کے دعوے میں اور وفاتِ مسیح علیہ السلام کے دعوے میں اگر سچا ہے تو تمام قوم جھوٹی ہو جائے گی۔ اور جب تیرہ سو سال کی پوری قوم اور پوری جماعت مومنین کی، محدثین کی، فقہاء کی، علماء کی، جہلاء کی، سب کے سب جھوٹے ہو جائیں گے۔ تو اس وقت قرآن کی نقل کرنا غیر معتبر اور غلط ہو جائے گا۔ اور اصلی مذہب، اصلی دین، اصلی نبی، اصلی کتاب، اصلی شریعت اصلی نبوت سب باطل ہو جائیں گے۔ پھر یہ ظلی نبوت کس کام آئے گی۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ قرآن، اسلام دین، نبی اور تمام قوم کی تصدیق حق ہے۔ اس لئے یہی نتیجہ نکلے گا کہ قادیانی کاذب ہے۔ جس جماعت نے خاتم النبیین کا لفظ نقل کیا ہے اُسی کی صداقت پر اس لفظ کے معنی تسلیم کئے جائیں گے۔ جس جماعت نے مُتَوَفِّیکَ کا لفظ نقل کیا ہے اسی کی صداقت پر اس کے معنی مُراد لئے جائیں گے۔ خلاصہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تبلیغ کی کہ آئندہ نبی نہیں ہوگا اور مسیح علیہ السلام حیات ہیں۔ یا یہ تبلیغ نہیں کی؟ اگر یہ تبلیغ کی کہ آئندہ ہرگز کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اور مسیح علیہ السلام حیات ہیں اور پھر وہ اس عالم میں آئیں گے، تو ہمارا مدعا ثابت ہو گیا اور قادیانی جھوٹ واضح ہو گیا۔ اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تبلیغ نہیں کی کہ آئندہ کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور مسیح علیہ السلام حیات ہیں یعنی ان دونوں باتوں کی تبلیغ نہیں کی لیکن صحابہ، تابعین اور تبع تابعین اور مجتہدین اور محدثین اور علماء محققین اور غیر محققین اور اولیاء کرام اور تمام عام مسلمانوں نے یہ تبلیغ کی کہ آئندہ نبی

نہیں آئے گا اور مسیح علیہ السلام حیات ہیں، تو یہ سب کے سب جھوٹے ہو گئے اور ان ہی سب نے مل کر قرآن نقل کیا ہے۔ لہٰذا قرآن ان تمام جھوٹوں کی نقل پر موقوف ہو کر غیر معتبر ہو گیا۔ اسی طرح اصلی نبی اصلی مسیح اور اصلی نبوت سب ہی غیر معتبر ہو گئی۔ پس اگر قادیانی سچا ہو گا تو ساری قوم، قرآن اور پورا دین جھوٹا ہو جائے گا لیکن یہ ساری قوم قرآن اور دین سب سچا ہے۔ لہٰذا قادیانی قطعاً جھوٹا ہے۔ اس بیان سے قادیانی مذہب کی اصلی بنیاد ہی ختم ہو جاتی ہے۔ کوئی سہارا باقی نہیں رہتا۔

سوال: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اس کے کیا معنی ہیں۔

جواب: میرے بعد کوئی انسان پیدا ہو کر نبوت کا سچا دعوے نہیں کرے گا۔ نبی نہیں آئے گا۔ اور نبی نہیں ہے۔ اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ کوئی نبی پیدا ہو کر دعویٰ نبوت کو معجزے سے ثابت کر کے قوم سے نہیں منوائے گا یعنی کوئی سچا نبی پیدا ہی نہیں ہوگا۔ لہٰذا ہر مسلمان پر فرض ہے کہ مومنین کی پیروی کرے جیسا کہ ارشاد فرمایا کہ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ط (پارہ ۵ سورۃ النساء) جو مومنوں کے راستہ کے خلاف چلے گا۔ ہم اس کا منہ ادھر ہی کر دیں گے اور اس کو جہنم میں داخل کر دیں گے۔ اور تمام مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حیات ہیں اور کوئی نبی خاتم النبیین کے بعد نہیں آئے گا۔ اور مذہب کی تبلیغ کے لئے صرف امت کافی ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ط إِنَّ اللَّهَ بِعِبَادِهِ لَخَبِيرٌ بَصِيرٌ ○ ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ ج وَمِنْهُم مُّقْتَصِدٌ ج وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللَّهِ ط (پارہ ۲۲ سورۃ الفاطر) اور جو کتاب ہم نے تیری طرف وحی کی ہے وہ حق ہے اگلی کتاب کی مصدق ہے۔ بے شک اللہ اپنے بندوں سے باخبر ہے دیکھ رہا ہے۔ پھر ہم نے کتاب کی وراثت کے لئے چند بندوں کو منتخب کر لیا بعض ان میں اپنی جان پر ظلم کرنے والے تھے۔ بعض درمیانہ رو تھے۔ بعض بھلائیوں میں آگے نکل

گئے، یعنی سبقت لے گئے۔ الغرض کتاب امت ہی کے ورثہ میں آئی، نبی کے ورثہ میں نہیں آئی۔ اس لئے تبلیغ کے لئے نبی کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

سوال:۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اس زمین پر تشریف لائیں گے تو اس وقت وہ یا صرف نبی ہوں گے یا صرف امتی ہوں گے۔ یا نبی اور امتی دونوں ہوں گے۔ یا نہ نبی ہوں گے نہ امتی۔ تو چوتھی صورت کہ نہ نبی ہوں گے نہ امتی بالکل باطل ہے۔ کیونکہ نبی کا نبی نہ ہونا محال ہے۔ دوسری اور تیسری صورت کہ صرف امتی ہوں گے۔ یا امتی اور نبی دونوں ہوں گے، یہ بھی باطل ہے۔ کیونکہ اوپر گذر چکا ہے۔ کہ وہ امتی نہیں ہوں گے۔ اب صرف پہلی صورت باقی رہ گئی کہ وہ صرف نبی ہوں گے تو اس صورت میں خاتم النبیین، خاتم النبیین نہیں رہ سکتے۔ بلکہ خاتم النبیین حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہو گئے۔

جواب:۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت اور پیدائش خاتم النبیین سے پہلے ہو چکی۔ اور وہ اب تک زندہ ہیں۔ لہٰذا پہلے پیدا شدہ نبی کا زندہ رہنا خاتم النبیین کی وفات کے بعد تک اس بات کو نہیں چاہتا کہ وہ خاتم ہو جائے۔ بلکہ خاتم النبیین وہی ہے جس کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہو اور جو پہلے پیدا ہو چکا اور زندہ رہ جائے وہ خاتم نہیں ہو سکتا۔

نوٹ

حضرت مسیح دنیا میں آنے کے بعد جو تبلیغ کریں گے وہ تبلیغ درحقیقت ان کا عمل ہوگا۔ جس طرح نماز پڑھنا روزہ رکھنا انکا عمل ہوگا۔ اسی طرح تبلیغ بھی ان کا عمل ہوگا۔ یہ نہیں ہے کہ وہ تبلیغ کے مقصد کے لئے بھیجے جائیں گے اور ایک نبی کا دوسرے نبی کی شریعت پر عمل کرنا اس بات کو نہیں چاہتا۔ کہ وہ

نبی اس نبی کا اُمتی ہو جائے۔ جیسے فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ (پارہ ۷۔ سورہ الانعام) اے نبی تو ان کی ہدایت کی پیروی اور اقتدا کر۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان انبیائے سابقین کے امتی تھے یا اِنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا (پارہ ۱۴ سورۃ النحل) ابراہیم علیہ السلام کی شریعت کی پیروی کر۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم علیہ السلام کے اُمتی تھے۔ بالکل اِسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شریعتِ مصطفوی پر عمل کرنا یہ نہیں چاہتا کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کے اُمتی ہو جائیں۔ حاصل یہ ہے کہ یہ تبلیغ بحیثیت عمل کے ہے مستقل نہیں ہے۔ بلکہ یہ اقتدار ہے اور اقتدار ایک نبی کی دوسرا نبی کر سکتا ہے۔ کسی انسان کے لئے دوسرے کا اُمتی ہونا اس وقت ثابت ہو گا۔ جب کہ اس کی تبلیغ اس تک پہنچے، لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیسیٰ علیہ السلام کی تبلیغ کے لئے مبعوث نہیں ہوئے اس کے باوجود حضرت عیسیٰ علیہ السلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدار کر سکتے ہیں۔ اور یہ نہ ان کے نبی ہونے کے منافی ہے اور نہ اُن کے اُمتی ہونے کو چاہتا ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُمتی اس وقت ہوتے جب نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم ان کی طرف مبعوث ہوتے۔ اور یہ خاتم النبیّن اس وقت ہوتے جب اس زمانہ کی اُمّت کی تبلیغ کے لئے اللہ تعالیٰ ان کو اس زمانہ میں پیدا کرتا۔ یہاں یہ دونوں باتیں نہیں ہیں۔ اور ان کے زمین پر آنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کی اقتدار کرنی ان کی نبوت کے منافی نہیں ہے۔ اور ان کے زمین پر آنے کی مصلحت اللہ کو معلوم ہے کیونکہ اُن کی پیدائش خرق عادت۔ تمام زندگی خرق عادت، ان کا آسمان زندہ اُٹھایا جانا خرق عادت۔ آسمان سے زمین پر واپس آنا خرق عادت۔ پھر آنے کے بعد

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدار کرنا، ان ساری باتوں کی حکمت و مصلحت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

سوال:۔ قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ نبوت جاری ہے۔ وہ اس عقیدے کے دلائل میں سب سے بڑی دلیل ایک حدیث علماءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ پیش کرتے ہیں۔ حدیث کے معنیٰ یہ ہیں کہ میری اُمّت کے علمار بنی اسرائیل کے نبیوں کے مثل ہوں گے۔

جواب:۔ ہمارے بعض علمار نے اس حدیث کو ضعیف قرار دے کر مسترد کر دیا۔ حالانکہ ان کو ایسا جواب دینا چاہیئے تھا جو قادیانیوں کے لیئے قابل قبول ہوتا۔ حدیث مسترد کر دینے سے محدث کی عزت اور حدیث کی حیثیت مجروح ہوتی ہے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ اس حدیث میں جو لفظ مثل ہے وہ نوعی یا جنسی نہیں ہے بلکہ تعددی اور تکثری ہے۔ اب اس کے معنی یہ ہو گئے کہ میری اُمّت میں اتنی کثرت سے علمار ہوں گے جتنی کثرت سے قوم بنی اسرائیل میں انبیار علیہم السلام ہوئے ہیں اور یہ بات قطعی حق ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں کثیر علمار آج بھی موجود ہیں۔ لہٰذا اجرائے نبوت بالکل باطل ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں ہو گا۔

علامہ حافظ محمد ایوبؒ دہلوی کی تصانیف کی فہرست جو شائع ہو چکی ہیں

۱۔ فتنہ انکارِ حدیث

۲۔ منکرِ حدیث اور قربانی

۳۔ ختمِ نبوت

۴۔ تحقیق الکلام

۵۔ مقصودِ کائنات

۶۔ تفسیرِ ایوبی۔ اعوذ باللہ۔ بسم اللہ اور سورۃ فاتحہ کی تفسیر۔

اس کے علاوہ لاتعداد مضامین کی اشاعت باقی ہے۔